سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ کی روایت کے مطابق حضرت میمونہ کا اصل نام برہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں میمونہ کے نام سے موسوم کیا۔ حارث بن حزن سیدہ میمونہ کے والد اور ہند بنت عوف کنانیہ (یا حمیریہ) والدہ تھیں۔ بارھویں پشت پر حضرت میمونہ کا سلسلۂ نسب ہوازن بن منصور سے اور سولھویں پشت پر مضر کے پوتے قیس بن عیلان سے جا ملتا ہے۔ اپنے ساتویں جد ہلال بن عامر کی نسبت سے ہلالیہ کہلاتی ہیں۔ حضرت میمونہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن عباس کی خالہ تھیں۔ حضرت ابوسفیان بن حرب کی والدہ صفیہ بنت حزن حضرت میمونہ کی پھوپھی تھیں۔

سیدہ میمونہ کی بہنیں: حضرت ام فضل بنت حارث زوجۂ عباس بن عبدالمطلب، حضرت لبابۂ صغریٰ بنت حارث والدۂ حضرت خالد بن ولید، حضرت عصما بنت حارث زوجۂ ابی بن خلف، حضرت عزہ بنت حارث زوجۂ زیاد بن عبداللہ اور ہزیلہ (ام حفید) بنت حارث ان کی سگی بہنیں تھیں۔ حضرت جعفر بن ابوطالب کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی اہلیہ حضرت سلمیٰ بنت عمیس، عبداللہ بن کعب کی اہلیہ حضرت سلامہ بنت عمیس اور حضرت زینب بنت خزیمہ سیدہ میمونہ کی ماں شریک بہنیں تھیں، جب کہ محمیہ بن جز اور عون بن عمیس ان کے ماں شریک بھائی تھے۔ حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت اسماء حضرت ابوبکر کے عقد میں اور ان کی وفات کے بعد حضرت علی کی زوجیت میں آئیں۔ اسی طرح حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد حضرت سلمیٰ کا نکاح حضرت شداد بن اسامہ (ہاد) سے ہوا۔ ابن حجر نے حضرت لبابۂ صغریٰ کو حضرت میمونہ کی باپ شریک بہنوں میں شامل کیا ہے، کہتے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہیں کہ ان کی والدہ کا نام فاختہ بنت عامر تھا۔

زمانۂ جاہلیت میں اسلام کی آمد سے کچھ ہی دیر قبل حضرت میمونہ بنت حارث کا بیاہ مسعود بن عمرو ثقفی سے ہوا۔ حضرت میمونہ کے مسلمان ہونے کے بعد مسعود نے انھیں چھوڑ دیا۔ تب ان کا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا اور ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ابورہم نے وفات پائی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آ گئیں۔ یہ آپ کا آخری نکاح تھا۔ طبری کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے سے پہلے حضرت میمونہ ثقیف کی شاخ بنوعقدہ سے تعلق رکھنے والے عمیر بن عمرو سے بیاہی ہوئی تھیں اور ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ زہری نے عمیر کے بجائے ابن عبد یالیل کا نام نقل کیا ہے۔ ابن اثیر اور ابن حجر نے حویطب بن عبدالعزیٰ، سخبرہ بن ابورہم اور فروہ بن عبدالعزیٰ کے نام بھی بتائے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے عمرہ ادا نہ کیا تھا۔ ایک سال گزرنے کے بعد ذی قعدہ ۷ھ (فروری ۶۲۹ء) میں آپ دو ہزار صحابہ کے جلو میں عمرۂ قضا (یا عمرۂ قصاص) ادا فرمانے کے لیے مکہ روانہ ہوئے۔ تب حضرت جعفر بن ابوطالب حبشہ سے واپس آ چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ آپ نے اس سفر میں حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح کیا اور احرام کھولنے کے بعد سرف کے چشمہ پر شب عروسی منائی (بخاری، رقم ۴۲۸۵۔ مسلم، رقم ۳۴۳۴۔ نسائی، رقم ۲۸۴۲۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۹۲)۔ مکہ سے آٹھ میل اِدھر واقع مقام یاجج پر پہنچ کر آپ نے تلوار کے علاوہ تمام اسلحہ جسم مبارک سے اتار دیا اور حضرت جعفر کو نکاح کا پیغام دے کر ان کی سالی حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس مکہ بھیجا۔ ابھی آپ نے عمرۂ قضا ادا نہ کیا تھا۔ اس تفصیل کے برعکس ابن جوزی، ذہبی (سیر اعلام النبلاء) اور ابن خلدون کا اصرار ہے کہ آپ نے عمرہ ادا کرنے کے بعد سندیسہ بھیجا۔ سیدہ میمونہ نے یہ معاملہ اپنی بہن حضرت ام فضل کے سپرد کر دیا، انھوں نے اپنے شوہر حضرت عباس بن عبدالمطلب کو والی مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت عباس نے چار سو درہم (پانسو: ابن سعد، ابن حجر) مہر کے عوض حضرت میمونہ کا آپ سے نکاح کر دیا، مہر کی رقم بھی انھوں نے خود ادا کی۔ حضرت ابن عباس کے برعکس حضرت میمونہ خود روایت کرتی ہیں کہ وہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں حلال تھے، یعنی آپ احرام کھول چکے تھے (مسلم، رقم ۳۴۳۷۔ ابوداؤد، رقم ۱۸۴۳۔ ابن ماجہ، رقم ۱۹۶۴۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۱۵)۔ حضرت میمونہ کی عمر اس وقت اکاون برس تھی۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت ابورافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا، تب آپ محرم نہ تھے (ترمذی، رقم ۸۴۱۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۷۱۹۷)۔ صفیہ بنت شیبہ، حضرت یزید بن اصم اور سعید بن مسیّب اسی بات

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کی تائید کرتے ہیں۔ایک روایت کے مطابق حضرت میمونہ سے آپ کا نکاح ماہ شوال میں ہوا۔

عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے تین روز مکہ میں قیام فرمایا۔تیسرے روز قریش نے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو آپ کے پاس بھیجا۔آپ سعد بن عبادہ کے ساتھ مصروف گفتگو تھے کہ حویطب پکارا: مکہ میں آپ کی مدت قیام پوری ہو چکی ہے، اس لیے واپس چلے جائیں۔آپ نے فرمایا: کیا حرج ہے کہ میں آپ کے ہاں اپنا ولیمہ کر لوں؟ ہم کھانا بنائیں گے جسے آپ بھی تناول کر لیں۔قریش کے نمایندوں نے کہا: ہمیں آپ کے کھانے کی حاجت نہیں۔چنانچہ آپ حضرت ابورافع کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ کر مکہ سے چلے آئے اور مکہ سے چھ میل (دس میل: ابن سعد) باہر، تنعیم سے آگے واقع وادیِ سَرِف میں قیام فرمایا۔بعد میں حضرت ابورافع حضرت میمونہ کو بھی وہاں لے آئے تو آپ نے شب زفاف منائی۔ذہبی کہتے ہیں کہ آپ نے ابوعروہ کے مکان میں قیام فرمایا۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے رخصت ہو جانے کے بعد قریش کے اوباشوں نے سیدہ میمونہ اور آپ کے بارے میں دل آزار باتیں کیں۔حضرت ابورافع نے آپ کو خبر کی تو فرمایا: واللہ، بطن یاجج میں ہمارے پاس گھوڑے اور ہتھیار موجود ہیں، ہم اس موقع پر قریش سے جنگ کر کے بدعہدی نہیں کرنا چاہتے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدہ میمونہ سے نکاح کرنے کے بعد مکہ کی دو نام ور شخصیتیں مائل بہ اسلام ہوئیں۔حضرت میمونہ کے بھانجے خالد بن ولید اور ان کے دوست عمرو بن عاص نے اسلام قبول کر کے اہل ایمان کی قوت میں اضافہ کیا۔

اکثر فقہا عام مسلمانوں کو حالت احرام میں نکاح کی اجازت نہیں دیتے۔وہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں بیان کردہ عمل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک استثنا سمجھتے ہیں۔کچھ علماے حدیث حضرت ابن عباس کے قول کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ آپ نے حالت احرام میں نہیں، بلکہ ماہ حرام (ذی قعدہ) میں عقد فرمایا۔عطا ہر محرم مسلمان کے لیے نکاح کو روا سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرۂ قضا کے لیے مدینہ سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت اوس بن خولی (دوسری روایت: ایک انصاری) اور حضرت ابورافع کو حضرت عباس کے پاس مکہ بھیجا جنھوں نے سیدہ میمونہ سے آپ کا نکاح کرایا۔ان دونوں کے اونٹ گم ہو گئے تو یہ کچھ دن بطن زابغ میں رک گئے۔اس اثنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہنچ گئے۔قدید کے مقام پر حضرت اوس اور حضرت ابورافع سے آپ کی ملاقات ہوئی۔دونوں نے اپنے اونٹ تلاش کیے اور آپ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر شروع کیا۔آپ حضرت عباس کے گھر پہنچے جہاں نکاح ہوا۔ایک تیسری روایت میں مذکور ہے کہ عمرۂ قضیہ کے دوران میں حضرت عباس جحفہ کے

مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا کہ حضرت میمونہ بیوہ ہو چکی ہیں۔ پھر خود ان سے عقد کی تجویز پیش کی جو آپ نے قبول فرمائی۔

ابن ہشام کی روایت ہے کہ حضرت میمونہ کے پاس آپ کا پیغام نکاح پہنچا تب وہ اونٹ پر سوار تھیں۔ انھوں نے فوراً جواب دیا: اونٹ اور اس کی سواری اللہ و رسول کی ہے۔ زہری کا کہنا ہے، اللہ کا یہ ارشاد انھی کے اس عمل کا بیان ہے: 'وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا'، (اے نبی، آپ کے لیے حلال ہے) مومنہ عورت اگر وہ اپنا آپ نبی کو سونپ دے بشرطیکہ نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں (الاحزاب ۳۳: ۵۰)۔ دوسری روایات میں اس فرمان الٰہی کو حضرت زینب بنت جحش یا حضرت غزیہ بنت جابر سے متعلق قرار دیا گیا ہے (السیرۃ النبویہ ۴/ ۲۲۱)۔ ابن کثیر کا کہنا ہے کہ درست بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت ابورافع کے ہاتھ حضرت میمونہ کو پیغام نکاح بھیجا، یعنی اس آیۂ مبارکہ کا ان پر اطلاق نہیں ہوتا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ آیت ایک سے زیادہ ازواج پر صادق آتی ہو۔

سیدہ میمونہ کی والدہ ہند بنت عوف کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ معزز داماد رکھنے والی خاتون ہیں۔ ان کے دامادوں کے نام اس طرح ہیں: حضرت میمونہ کے شوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت لبابۂ کبریٰ کے میاں حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت سلمیٰ کے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد حضرت سلمیٰ کا بیاہ حضرت شداد بن ہاد (اسامہ) سے ہوا۔ حضرت لبابۂ صغریٰ کی شادی ولید بن مغیرہ سے ہوئی، حضرت خالد بن ولید انھی کے بیٹے تھے۔ حضرت اسماء کی شادی پہلے حضرت جعفر بن ابو طالب، پھر حضرت ابوبکر صدیق اور آخر میں حضرت علی سے ہوئی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

امہات المومنین کے کمرے کچی اینٹوں سے یا کھجور کی ٹہنیوں پر گارا لیپ کر بنائے گئے تھے۔ دروازوں کی جگہ سیاہ بالوں سے بنے ہوئے ٹاٹ لٹکے رہتے تھے۔ حسن بصری بتاتے ہیں، عہد عثمانی میں ان کمروں میں جاتا تو آسانی سے چھتوں کو چھو لیتا۔ سیدہ میمونہ ایسے ہی گھر میں مقیم رہیں، سیدہ ام سلمہ نے اپنے گھر میں پختہ اینٹیں لگوائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مال مسلم کا بدترین استعمال عمارتیں بنانا ہے۔ حضرت میمونہ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کا گھر ان کے بھانجے عبداللہ بن عباس کے تصرف میں رہا۔ وہ جمعہ کی نماز کے بعد یہاں بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۳۷۷)۔ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ازواج النبی کے گھروں کو ڈھا کر مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔ تب لوگ زار و زار روئے، حضرت سعید بن مسیّب نے کہا: ان گھروں کو نہ گرایا

جاتا تو ان کی حالت مسلمانوں کے زہد وتقویٰ میں اضافہ کا سبب بنتی۔

اشعب بن جبیر حضرت عثمان کا غلام تھا۔ اس کی ماں ام خلندج (یا ام جمیل) حضرت عثمان کی بیٹی حضرت عائشہ (یا حضرت ابوسفیان) کی باندی تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد سیدہ میمونہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں۔ یہ باقی امہات المومنین کے پاس جاتی، لگائی بجھائی کرتی اور انھیں ایک دوسرے کے خلاف اکساتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بددعا دی تو وہ مرگئی۔

۹ھ میں سیدہ میمونہ ہلالی کے قبیلے بنو ہلال بن عامر کا وفد مدینہ آیا۔ اس میں حضرت میمونہ کا بھانجا زیاد بن عبداللہ بھی تھا۔ وہ اپنی خالہ سے ملنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چلا آیا۔ آپ گھر آئے تو اسے دیکھ کر غصہ میں آ گئے اور لوٹنے لگے تھے کہ حضرت میمونہ پکاریں: یارسول اللہ، یہ میرا بھانجا ہے۔ جب آپ ظہر کی نماز پڑھانے نکلے تو زیاد کو ساتھ لے لیا۔ نماز کے بعد آپ نے زیاد کو گلے لگایا، سر پر ہاتھ پھیر کر اس کے حق میں دعا فرمائی اور ہاتھ نیچے لا کر ناک کو سہلایا۔ قبیلۂ بنو ہلال کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم زیاد کے چہرے پر ہمیشہ آپ کا ہاتھ مس ہونے کی برکت محسوس کرتے رہے۔ ایک ہلالی شاعر نے زیاد کے بیٹے علی کی یوں مدح کی:

يا بن الذي مسح الرسول برأسه   ودعا له بالخير عند المسجد

''اے اس شخص کے بیٹے، جس کے سر پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے ہاتھ پھیرا اور اپنی مسجد کے پاس اس کے لیے دعائے خیر وبرکت فرمائی۔''

ما زال ذاك النور في عرنينه   حتى تبوأ بيته في مُلحد

''یہ نور نبوی برابر اس کی اونچی ناک پر جگمگاتا رہا، حتیٰ کہ اس نے قبر میں مستقل ٹھکانا کر لیا۔''

۹ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت میمونہ تمام ازواج کے ساتھ آپ کے ہم راہ تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ تو حج ہے، پھر تمھیں گھر میں بیٹھنا ہوگا۔ چنانچہ سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ زینب بنت جحش نے آپ کی وفات کے بعد حج نہ کیا۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب نے بھی امہات المومنین کو حج پر جانے سے منع کیا، البتہ ۲۳ھ میں انھوں نے اپنی زندگی کا آخری حج کیا تو ازواج النبی کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔ تب سیدہ زینب وفات پا چکی تھیں، جب کہ سیدہ سودہ گھر سے نہ نکلیں۔ یوم نحر (۱۰ر ذی الحجہ) کو حضرت میمونہ نمازوں کے بعد تکبیریں کہتی رہیں (بخاری، باب العیدین، رقم ۳۷۶)۔

ام المومنین میمونہ بنت حارث بتاتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر وقوف عرفات کے روز صحابہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کے روزہ دار ہونے میں شبہ تھا۔ کچھ نے کہا کہ آپ روزہ رکھے ہوئے ہیں، جب کہ دوسروں کا خیال تھا کہ آپ کا روزہ نہیں۔ میں نے یہ دیکھتے ہوئے دودھ سے بھرا ہوا برتن آپ کو بھیجا۔ آپ میدان عرفات میں کھڑے تھے، آپ نے دودھ نوش فرما لیا، جب کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے (بخاری، رقم ۱۹۸۹۔ مسلم، رقم ۲۶۰۶)۔ دوسری روایت میں یہی واقعہ حضرت ام فضل سے منسوب ہے (بخاری، رقم ۱۹۸۸۔ مسلم، رقم ۲۶۰۲۔ ابوداؤد، رقم ۲۴۴۔ مسند احمد، رقم ۲۶۸۷۲)۔ ابن کثیر اسے ارسال قرار دے کر کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک ہی بار رونما ہوا اگرچہ اس کی نسبت دو خواتین کی طرف کی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس بتاتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ہاں بسر کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھا کر تشریف لائے اور چار رکعت نفل ادا کر کے سو گئے۔ آپ اور سیدہ میمونہ بستر کی لمبائی کے رخ لیٹے اور میں چوڑائی کے رخ پڑ گیا۔ نصف رات سے کچھ پہلے یا بعد آپ بیدار ہوئے اور پوچھا: منے نے سو لیا ہے؟ پھر وضو کر کے تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو میں بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے پکڑ کر داہنے طرف کر دیا۔ پہلے پانچ پھر دو (دوسری روایت: بارہ) رکعتیں ادا کرنے کے بعد آپ سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد مؤذن حضرت بلال نے آ کر جگایا تو آپ دو رکعت ادا کر کے فجر پڑھانے چلے گئے (بخاری، رقم ۱۱۷، ۴۵۷۲۔ مسلم، رقم ۱۷۳۹۔ ابوداؤد، رقم ۱۳۶۷۔ نسائی، رقم ۱۶۲۱۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۱۶۴)۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ کے گھر تہجد کے وقت میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی رکھا۔ سیدہ میمونہ نے آپ کو بتایا: یا رسول اللہ، یہ پانی ابن عباس نے رکھا ہے تو آپ نے دعا فرمائی، اللہ! اسے دین کی سمجھ دے اور تاویل کا علم عطا کر (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۳۰۳۲)۔

حضرت میمونہ بنت حارث کی ایک باندی تھی جسے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر آزاد کر دیا۔ پھر جب آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: تو اگر اسے اپنے ماموں کو دے دیتی تو تمھیں زیادہ اجر ملتا (بخاری، رقم ۲۵۹۲۔ مسلم، رقم ۲۲۸۰۔ ابوداؤد، رقم ۱۶۹۰۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۱۷)۔ آپ کے فرمان کا مطلب ہے کہ صلۂ رحمی کرنا صدقہ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، کیونکہ اس سے صدقہ اور صلۂ رحمی دونوں کا ثواب مل جاتا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس حکم کا اطلاق احوال کے مطابق بدل بھی سکتا ہے، ہو سکتا ہے کبھی مسکین کو دینا قرابت داروں کو عطا کرنے سے زیادہ ضروری ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید ایک بار اپنی خالہ سیدہ میمونہ سے ملنے آئے۔ ان کے پاس

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بھنی ہوئی گوہ پڑی تھی جوان کی بہن ام حفیدہ بنت حارث نے نجد سے بھیجی تھی۔حضرت میمونہ نے گوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی، پاس کھڑی ایک عورت نے بتایا: یہ گوہ ہے تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔حضرت خالد نے سوال کیا: یارسول اللہ، کیا گوہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ ہماری قوم کی سرزمین میں نہیں پائی (یا کھائی) جاتی، اس لیے مجھے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ یہ سن کر حضرت خالد نے چبا چبا کر گوہ کھا لی (بخاری، رقم ۵۳۹۱۔ ابوداؤد، رقم ۳۷۹۴۔ نسائی، رقم ۴۳۲۲)۔آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے کراہت محسوس کرتے ہوئے تھوک دیا تو حضرت میمونہ نے دودھ پیش کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمالیا تو داہنی طرف موجود حضرت ابن عباس کو دیا اور فرمایا: اگر تم چاہو تو بائیں طرف بیٹھے خالد کو پہلے دے سکتے ہو۔انھوں نے کہا: میں آپ کے بچائے ہوئے (جھوٹے) پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔آپ نے فرمایا: تم میں سے جس کو بھی اللہ دودھ پلائے، یہ دعا مانگے: اے اللہ، ہمارے لیے اس میں برکت دے اور اضافہ کر (ترمذی، رقم ۳۴۵۵۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۶۹)۔سیدہ میمونہ نے یہ کہہ کر گوہ کو چھوڑ دیا: میں وہ کھانا نہ کھاؤں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۴)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سیدہ میمونہ بتاتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو غمگین اور خاموش تھے۔میں نے پوچھا: یارسول اللہ، کیا بات ہے، آپ کی کیفیت بدلی بدلی ہے؟ فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام نے رات آنے کا وعدہ کیا تھا پر نہیں آئے۔ پورا دن اسی طرح گزرا، پھر آپ کو یاد آیا کہ ہمارے بچھونے کے نیچے کتے کا ایک پلا ہے۔آپ نے اسے نکالنے کو کہا اور اپنے دست مبارک سے اس جگہ پانی چھڑک دیا۔اگلی رات حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو یا تصویر ہو (مسلم، رقم ۵۵۶۴۔ ابوداؤد، رقم ۴۱۵۷۔ نسائی، رقم ۴۲۸۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۰۰)۔دوسری روایت میں ہے کہ کپڑے میں نقش تصویر رکھنے کی اجازت ہے (مسلم، رقم ۵۵۶۸)۔

حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں شانے (دستی) کا گوشت کھایا، پھر دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھائی (بخاری، رقم ۲۱۰۔ مسلم، رقم ۷۲۲۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۱۳)۔

ایک بار ام المومنین ام سلمہ اور ام المومنین سیدہ میمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم حاضر ہوئے۔آپ نے دونوں کو پردے میں ہو جانے کو کہا۔انھوں نے کہا: یارسول اللہ، کیا یہ نابینا نہیں؟ ہمیں دیکھتے ہیں نہ پہچانتے۔آپ نے فرمایا: کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ ان کو دیکھ نہیں رہیں؟ (ابوداؤد، رقم ۴۱۱۲۔ ترمذی، رقم ۲۸۷۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۵۳۷)

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حسن بن علی (ابورافع) بتاتے ہیں کہ میں کسی اہم کام پر مامور تھا کہ آپ نے حکم دیا: میمونہ کو لے آؤ۔ میں نے کہا: میں اس کام میں مصروف ہوں۔ فرمایا: کیا تم وہ کام نہ کرنا چاہو گے جو مجھے پسند ہو؟ جاؤ، میمونہ کو لے آؤ (مسند احمد، رقم ۲۷۱۸۵۔ التاریخ الکبیر، بخاری، رقم ۲۵۲۹۔ صحیح ابن خزیمہ ۲۵۲۸)۔ شاید یہ ۷ھ میں آپ کے سیدہ میمونہ سے نکاح کرنے کے بعد انھیں مکہ سے سرف لانے کا واقعہ ہے۔

جمعرات ۲۸ رصفر ۱۰ھ (۶۳۲ء) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین میمونہ کے ہاں تھے جب آپ کو شدید درد ہوا۔ یہ اس مرض کی ابتدا تھی جس میں آپ کی وفات ہوئی، ایک قول کے مطابق آپ اس میں تیرہ دن اور دوسرے کے مطابق سات دن مبتلا رہے۔ ام المومنین ام سلمہ، ام المومنین میمونہ اور ام المومنین عائشہ نے آپ کی تیمارداری کی۔ ایک موقع پر حضرت اسماء بنت عمیس بھی موجود رہیں۔ آپ سیدہ میمونہ ہی کے گھر میں تھے جب آپ نے عبداللہ بن زمعہ کو ارشاد کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کا کہو۔ ابن زمعہ نے حضرت عمر کو امامت کرنے کا کہہ دیا۔ آپ حضرت عمر کی آواز سن کر ناراض ہوئے اور دوبارہ حکم دیا کہ ابوبکر کو نماز پڑھانے کا کہو۔ جب بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ تمام ازواج سے اجازت لے کر سیدہ عائشہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ وہیں آپ نے دنیا کے بجائے دار آخرت کو ترجیح دی (بخاری، رقم ۳۰۹۹۔ مسلم، رقم ۸۶۷۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۰۶۱)۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری تھی جب آپ کے چچا عباس نے حبشہ سے لائی ہوئی نمونیا (ذات الجنب) کی دوا آپ کو پلا دی۔ افاقہ ہونے پر آپ نے اسے ناپسند کیا اور سزا کے طور پر یہ دوا حضرت عباس کے علاوہ سب کو پلوا دی۔ سیدہ میمونہ کا روزہ تھا، انھیں بھی دوا پینا پڑی (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۴۸۷۰، ۲۷۴۶۹)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار بہنیں مومنہ ہیں: حضرت ام فضل، حضرت میمونہ، حضرت اسماء اور حضرت سلمیٰ (الاستیعاب ۱۹۰۹/۴)۔

ایک بار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت میمونہ، حضرت ام فضل اور ان کی بہنوں حضرت لبابۂ صغریٰ، حضرت ہزیلہ، حضرت عزہ، حضرت اسماء اور حضرت سلمیٰ کا تذکرہ ہوا تو فرمایا: ''یہ سب بہنیں پکی مومنہ ہیں'' (طبقات ابن سعد ۲۰۳/۶)۔

ایک عورت بیمار ہوئی تو اس نے منت مانی کہ اگر میں صحت یاب ہوئی تو بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی۔ شفا پانے کے بعد اس نے سفر کی تیاری کی اور ام المومنین میمونہ کو سلام کرنے آئی۔ انھوں نے فرمایا: گھر میں بیٹھی رہو، جو چاہو کھاؤ (پیو) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھو، کیونکہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے: ''اس مسجد

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کعبہ کے علاوہ باقی تمام مساجد میں پڑھی جانے والی ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے‘‘ (مسلم، رقم ۳۳۶۳۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۲۶)۔

ایک بار حضرت عبداللہ بن عباس حضرت میمونہ سے ملنے آئے تو ان کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ انھوں نے پوچھا: بیٹا، تمھارے بالوں کو کیا ہوا ہے؟ ابن عباس نے کہا: مجھے کنگھا کرنے والی بیوی ام عمار حائضہ ہے۔ سیدہ میمونہ نے کہا: ہاتھوں میں حیض کہاں سے آ گیا؟ ہمیں حیض آ تا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس بیٹھتے اور قرآن پڑھتے تھے (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۱۰)۔

سیدہ میمونہ قرض بہت لیتی تھیں۔ ان کے گھر والے اسے اچھا نہ سمجھتے اور ملامت کرتے تو کہتیں: میں قرض لینا نہ چھوڑوں گی۔ میں نے اپنے دوست اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: جو کوئی ادھار پکڑتا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ یہ اسے واپس کرنے کی نیت رکھتا ہے تو وہ یہ قرض اس کی طرف سے دنیا ہی میں چکا دیتا ہے (نسائی، رقم ۴۶۹۰۔ ابن ماجہ، رقم ۲۴۰۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۱۶)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب نے شام کے شہر جابیہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے مجھے بیت المال کا خزانچی اور تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ میں سب سے پہلے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ مقرر کرتا ہوں۔ انھوں نے حضرت جویریہ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ کے سوا سب ازواج کے لیے دس دس ہزار وظیفہ مقرر کیا۔ سیدہ عائشہ نے جب کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے درمیان عدل کرتے تھے تو حضرت عمر نے ان سب کا وظیفہ یکساں کر دیا (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۱۵۹۰۵)۔ حضرت عائشہ نے وہ دو ہزار لینے سے بھی انکار کر دیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے خاص محبت کی وجہ سے حضرت عمر نے بڑھائے تھے۔ طبری اور ابن اثیر نے حضرت جویریہ اور حضرت صفیہ کا وظیفہ کم ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ مملوکہ رہی تھیں، تاہم سیدہ میمونہ کا اعزازیہ کم رکھنے کی وجہ ہمارے سامنے نہیں آ سکی۔

حضرت میمونہ نے اپنے بیمار بھانجے عبدالرحمٰن بن سائب سے کہا: میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا دم نہ کروں؟ آپ فرماتے تھے: ’بسم اللّٰہ أرقيك واللّٰہ يشفيك من كل داء فيك اذهب البأس رب الناس واشف أنت الشافي لا شافي إلا أنت‘، ’’اللہ کے نام سے میں تمھیں دم کرتا ہوں، اللہ تمھاری ہر بیماری سے تم کو شفا دے گا۔ لوگوں کے پروردگار تکلیف دور کر دے، شفا دے دے، تو ہی شفا کرنے والا ہے۔ تیرے علاوہ کوئی شفا دینے والا نہیں‘‘ (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۶۸۲۱)۔

واقدی اور ابن جوزی کہتے ہیں: ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث کا انتقال ۶۱ھ میں مکہ میں ہوا۔ تب اقتدار یزید کے پاس آ چکا تھا۔ ابن اثیر، ابن حجر، حاجی خلیفہ اور ایک جگہ پر ابن کثیر نے ۵۱ھ کو درست سن وفات بتایا۔ ابن کثیر نے دوسرے مقام پر ۶۳ھ کہا، جب کہ ایک شاذ روایت میں ۳۹ھ مذکور ہے۔ حضرت میمونہ کے بھانجے حضرت یزید بن اصم ان کے آخری وقت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ مکہ میں بیمار ہوئیں تو ان کے بھتیجوں میں سے کوئی بھی وہاں نہ تھا۔ انھوں نے کہا: مجھے مکہ سے نکالو، میں یہاں مرنا نہیں چاہتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ میں مکہ میں نہ مروں گی۔ لوگ انھیں سرف لے آئے اور یہاں ان کا انتقال ہوا۔ جنازہ اٹھانے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا: میت کو آرام سے اٹھانا اور درمیانی چال چلنا، جھٹکے نہ دینا، کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں (بخاری، رقم ۵۰۶۷۔ مسلم، رقم ۳۶۲۳۔ نسائی، رقم ۳۱۹۸۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۰۴۴)۔ سیدہ میمونہ کی تدفین اسی خیمے (یا چبوترے) کی جگہ کی گئی جہاں ان کا ولیمہ ہوا تھا۔ ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ اور سیدہ میمونہ کے دوسرے بھانجے حضرت یزید بن اصم، حضرت عبداللہ بن شداد اور ان کی پرورش میں رہنے والے عبیداللہ خولانی قبر میں اترے۔ میت قبر میں رکھی گئی تو سر ایک طرف مڑ گیا۔ حضرت یزید بن اصم نے اپنی چادر نیچے رکھ کر سر سیدھا کیا، لیکن حضرت عبداللہ بن عباس نے اسے ہٹا کر ایک روڑا رکھ دیا۔ حضرت یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ میمونہ نے عمرہ ادا کرنے کے بعد سر منڈا دیا تھا۔ وفات کے وقت ان کے سر پر تھوڑے تھوڑے بال تھے۔ محدثین کہتے ہیں کہ شاید انھیں علم نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ سیدہ میمونہ نے اکاسی برس کی عمر پائی۔ یہ اس روایت سے میل نہیں کھاتی جس میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد کے وقت ان کی عمر اکاون برس بتائی گئی ہے۔ اس حساب سے ان کی عمر کم و بیش سو سال ہونی چاہیے۔

حضرت یزید بن اصم بتاتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے بھانجے، حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے بیٹے کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں کھڑا تھا۔ ہم نے باغ میں سے پھل کھا لیا۔ سیدہ عائشہ کو پتا چلا تو اپنے بھانجے کو سرزنش کی پھر مجھے نصیحت کی، اللہ تعالیٰ نے تمھارا رشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے جوڑ دیا ہے۔ تمھاری خالہ سیدہ میمونہ جو رخصت ہو چکی ہیں، ہم سب سے زیادہ متقی اور سب سے بڑھ کر صلۂ رحمی کرنے والی تھیں۔ ابن حجر یہ روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ کا انتقال سیدہ میمونہ کے بعد ہوا اور حضرت عائشہ کے ۶۰ھ میں وفات پانے پر سب کا اتفاق ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ نے وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سنتوں اور ارشادات سے امت کو آگاہ کیا۔ ان سے مروی روایتوں کی تعداد اس طرح ہے، کل مرویات: تیرہ، بخاری: ایک، مسلم: پانچ، متفق علیہ: سات (سیر اعلام النبلاء ۲/۲۴۵)۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں: ان کے چار بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن شداد، حضرت عبدالرحمٰن بن سائب اور حضرت یزید بن اصم، ان کے آزاد کردہ حضرت سلیمان یسار، حضرت عطاء بن یسار، حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ حضرت کریب، حضرت عبید بن سباق، حضرت ابراہیم بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن سلیط، حضرت عبیداللہ بن عبداللہ، حضرت عمران بن حذیفہ، حضرت عالیہ بنت سبیع اور سیدہ میمونہ کی باندی ندبہ (یابدیہ)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاغانی (ابوفرج اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، محمد رسول اللہ (محمد رضا)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com